پروفیسر الطاف احمد اعظمی*

صلوٰۃ (نماز)

[یہ مصنف کی طبع شدہ کتاب ''اسلامی عبادات: تحقیقی مطالعہ'' کا ایک جز ہے۔ قارئین ''اشراق'' کے افادے کے لیے اس کتاب کے جملہ مباحث بالاقساط شائع کیے جا رہے ہیں۔]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

——— ۲ ———

گذشتہ حصے میں درج آیات میں صاف لفظوں میں کہا گیا ہے کہ ساری طاقت اللہ کے ہاتھ میں ہے 'اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا' یہ حقیقت اس دنیا میں پوشیدہ ہے، لیکن آخرت کے دن سب پر ظاہر ہو جائے گی۔ اس وقت ان لوگوں کو بڑی پشیمانی ہو گی جو دنیا میں قوم کے نیک بندوں کے بارے میں یہ گمان رکھتے تھے کہ وہ صاحب قوت ہیں، مشکلات میں ان کی مدد کرتے ہیں، اور روز آخرت ان کی شفاعت کریں گے۔ لیکن وہاں معاملہ الٹا ہو گا۔ وسیلے کی رسی کٹ چکی ہو گی، دنیوی تعلقات ٹوٹ چکے ہوں گے اور وہ بالکل بے یارومددگار ہوں گے۔ اپنے جن مقتداؤں کی طاقت اور شفاعت پر ان کو بھروسا تھا وہ ان سے منہ پھیر لیں گے اور صاف کہہ دیں گے کہ ہم تمھاری مدد سے عاجز ہیں۔ ہم کل بھی بے اختیار تھے اور آج بھی بے اختیار ہیں۔ ہم نے تم سے کب کہا تھا کہ ہم صاحب اختیار ہیں اور روز آخرت تمھاری مشکل کشائی کریں گے۔ 'اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ'۔

یہ ہوش ربا منظر دیکھ کر وہ کف افسوس ملیں گے اور غصے کے عالم میں کہیں گے کہ اے کاش ہم کو ایک بار اور دنیا میں جانے کا موقع ملتا تو اپنے مذہبی رہنماؤں کو دکھاتے کہ کس طرح اظہار براءت کیا جاتا ہے 'وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ

* آر زیڈ ۱۰۹ بی، فلیٹ نمبر ۲۰۴، تغلق آباد ایکسٹنشن، نئی دہلی-۱۹۔

اَنَّ لَنَا کَرَّۃً فَنَتَبَرَّاَ مِنْھُمْ کَمَا تَبَرَّءُ وْا مِنَّا '، لیکن حسرت وغم کے سوا اور کچھ بھی ان کو حاصل نہ ہوگا اور وہ جہنم کی دائمی سزا سے دوچار ہو کے رہیں گے 'کَذٰلِکَ یُرِیْھِمُ اللّٰہُ اَعْمَالَھُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْھِمْ وَمَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ '۔

معلوم ہوا کہ کوئی مخلوق مافوق الفطرت قوت (Super natural power) نہیں رکھتی اور اسی لیے غیر خدا کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا گیا ہے:

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْءًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ، اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ. (سورۂ نحل ۱۶: ۲۰-۲۱)

''اور اللہ کے سوا جن کو یہ پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے، بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ وہ مردے ہیں نہ کہ زندگی رکھنے والے، اور نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔''

دوسری جگہ ہے:

لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَھُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْہِ اِلَی الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاہُ وَمَا ھُوَ بِبَالِغِہٖ. (سورۂ رعد ۱۳: ۱۴)

''اسی کو پکارنا برحق ہے۔ اور اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ ان کی مشکل کشائی نہیں کرسکتے۔ ان کو پکارنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے کہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے درآں حالیکہ وہ اس تک پہنچنے والا نہیں ہے۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

جو لوگ نادانی کی وجہ سے غیر خدا کو پکارتے ہیں اور اپنی حاجات و بلایا میں ان کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ دراصل ان کے متعلق یہ گمان رکھتے ہیں کہ وہ ان کی پکار سنتے ہیں اور سنتے ہی نہیں، ان کو نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت بھی رکھتے ہیں۔ یہ دونوں ہی باتیں غلط ہیں اور ان کی تردید اس سے پہلے ہو چکی ہے۔ اس سلسلے میں چند اور آیات ملاحظہ ہوں:

وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ قُلْ اَتُنَبِّءُوْنَ اللّٰہَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ. (سورۂ یونس ۱۰: ۱۸)

''اور وہ اللہ کے سوا ان کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انھیں نقصان پہنچا سکیں اور نہ نفع، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ کہہ دو (اے پیغمبر): کیا تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو جس کا اسے علم نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ پاک اور بلند ہے

اس کی ذات ان چیزوں سے جن کو وہ اس کا شریک قرار دیتے ہیں۔''

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ، وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.

(سورۂ یونس ۱۰: ۱۰۶-۱۰۷)

''اور اللہ کو چھوڑ کر ان کو نہ پکارو جو نہ تم کو نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تمھارا شمار ظالموں میں ہو گا۔ اگر اللہ تمھیں کسی تکلیف میں مبتلا کر دے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو اس تکلیف کو دور کر سکے۔ اور اگر وہ تمھارے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو کوئی اس کے فضل کو روکنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس فضل سے نوازتا ہے۔ وہ بخشنے والا، مہربان ہے۔''

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا. (سورۂ بنی اسرائیل ۱۷: ۵۶-۵۷)

''کہہ دو کہ تم نے اپنے خیال میں اللہ کے سوا جن کو معبود سمجھ رکھا ہے ان کو (اپنی مشکلات میں) پکار دیکھو، نہ وہ تم سے کسی مصیبت کو دفع کر سکیں گے اور نہ ہی وہ اس کو ٹال سکیں گے۔ جن کو وہ پکارتے ہیں (اور خدا کے ہاں ذریعۂ تقرب سمجھتے ہیں) وہ تو خود اپنے رب کے قرب کے طلب گار ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ قرب حاصل کرتا ہے اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف ہیں۔ اور بے شک تمھارے رب کا عذاب ایسی چیز ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.org

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. (سورۂ مائدہ ۵: ۷۶)

''(اے پیغمبر) کہہ دو، کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اس کی پرستش کرتے ہو جو نہ تم کو نقصان پہنچا سکے اور نہ نفع، اور اللہ ہی سننے والا اور (ہر چیز کی) خبر رکھنے والا ہے۔ (اس کے سوا یہ قدرت کسی مخلوق کو حاصل نہیں ہے)۔''

اس آیت سے ٹھیک پہلے جو آیت ہے اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اور اکل و شرب کی بنیاد پر ان کے

بشر ہونے کو ثابت کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہی مذکورہ آیت ہے 'قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا' اس سے بالکل واضح ہے کہ آیت میں 'مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ' سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں، جن کو عیسائی نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر پکارتے رہے ہیں اور آج بھی ان کی ایک بڑی تعداد اس شرک وضلالت میں مبتلا ہے۔

مذکورہ آیت میں جن لفظوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نافع وضار ہونے یعنی کسی کو نفع ونقصان پہنچانے کی قدرت رکھنے کی تردید کی گئی ہے تقریباً انھی لفظوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نافع وضار ہونے کی بھی تردید کی گئی ہے۔ مثلاً آیت ذیل ملاحظہ ہو:

قُلْ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا، قُلْ اِنِّىْ لَنْ يُّجِيْرَنِىْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا. (سورۂ جن ۷۲: ۲۱-۲۲)	''کہہ دو، میں نہ تم کو کوئی ضرر پہنچانے کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ ہدایت کا۔ کہہ دو، مجھے کوئی بھی اللہ سے پناہ دینے والا نہیں بنے گا اور نہ میں اس کے سوا کوئی پناہ گاہ پا سکوں گا (اگر میں نے اس کی نافرمانی کی)۔''

کسی کو نفع ونقصان پہنچانا تو درکنار ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنے نفع ونقصان کا اختیار بھی حاصل نہ تھا۔ ارشاد ہے:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ. (سورۂ یونس ۱۰: ۴۹)	''کہہ دو، میں اپنی ذات کے معاملے میں بھی کسی نقصان اور نفع پر کوئی اختیار نہیں رکھتا، مگر جو اللہ چاہے۔''

غور فرمائیں، جب اللہ کے یہ دو جلیل القدر پیغمبر کسی کو نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتے تو اولیا واقطاب کے بارے میں یہ گمان رکھنا کہ ان کو نفع ونقصان کا اختیار حاصل ہے کیونکر صحیح ہوگا۔ کیا ان کا رتبہ انبیا سے بڑھ کر ہے؟ کون مسلمان بقید ہوش وحواس اس بات کو تسلیم کرے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعدد ارشادات میں مسلمانوں کو یہی تعلیم دی ہے کہ وہ صرف اللہ کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھیں۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں 'ما شاء اللّٰه و شئت' آپ نے فرمایا، تو نے تو مجھے اللہ کا شریک (ند) بنالیا، مشیت صرف اللہ کی ہے۔[1]

[1] بیہقی، کتاب الاسماء والصفات ۱۱۰ (اس میں ند کی جگہ 'عدل' کا لفظ ہے: 'اجعلتنی للّٰه عدلا بل شاء اللّٰه وحده' ''کیا تو نے مجھے اللہ کا برابر بنالیا، بلکہ ایک اللہ جو چاہے۔'' مزید دیکھیں، تفسیر ابن کثیر ۱/ ۵۷۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ آپ کی دعوت کیا ہے؟ فرمایا، ایک اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے اور تو اس کو پکارے تو وہ تیری تکلیف رفع کرے گا، اگر تو کسی ویرانے میں گم ہو جائے اور اس کو پکارے تو تجھے واپس لا دے گا، اگر تو قحط سالی سے دوچار ہو اور اس کو پکارے تو وہ تیرے لیے اگائے گا۔[۲]''

[باقی]

''ہر معاشرے میں کچھ ایسے دعائیہ کلمات مروج ہوتے ہیں جو معاشرے کے افراد آپس میں ملتے جلتے وقت ابتدائی تعارف، اظہار محبت و اعتماد، نشان اخوت و مودت اور علامت وحدت فکر و عقیدہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ معاشرتی اتصال و ارتباط کے نقطۂ نظر سے ان کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ معاشرے کے افراد، خواہ ان کے اندر کتنی ہی دوری و بے گانگی ہو، آمنے سامنے ہوتے ہی ان کے واسطے سے اس طرح باہم ایک دوسرے سے جڑ جاتے ہیں گویا ان کے اندر کوئی اجنبیت و بے گانگی تھی ہی نہیں۔ عربوں میں اس مقصد کے لیے بہت سے الفاظ اور فقرے معروف تھے۔ مثلاً حیاک اللہ، اہلاً وسہلاً مرحبا، وغیرہ۔ سلام کا لفظ بھی معروف تھا۔ جب اسلامی معاشرہ ظہور میں آیا تو بجز ان کلمات کے جن میں شرک کی کوئی آلایش تھی باقی تمام پاکیزہ کلمات باقی رہے البتہ ''السلام علیکم'' کو ایک خاص اسلامی شعائر کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ یہ کلمہ گویا مومن و کافر کے درمیان ایک علامت فارقہ بن گیا۔'' (تدبر قرآن ۲/۳۵۶)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۲۔ مسند امام احمد بن حنبل ۵/ ۶۴، مزید دیکھیں، الاستیعاب، ابن عبد البر ۱/ ۸۷ و تفسیر ابن کثیر ۳/ ۳۷۰۔